عالی مرتبت علی عوارض العسیر ی اور سعودی عوام

تحریر قاری نوید مسعود ہاشمی

10 ستمبر کو میاں نواز شریف کی جبری جلاوطنی کے بعد برادر اسلامی ملک سعودی عرب کے بارے میں پاکستانی عوام اور میڈیا میں جو منفی تاثر قائم ہوا اس نے میرے سمیت ہر پاکستانی کو شدید دکھ اور کرب میں مبتلاء کر دیا، میاں نواز شریف اور جنرل پرویز مشرف کے درمیان ہونے والے جھگڑے پاکستان کے اندرونی معاملات تھے، مگر افسوس کہ کچھ پر اسرار طاقتوں نے سعودی عرب جیسے برادر اسلامی ملک کو بھی ان معاملات میں گھسیٹ کر پاکستانی قوم میں متنازعہ بنانے کی گھٹیا کوشش کی گئی، پاکستانی میڈیا میں سعودی عرب پر ہونے والی تنقید کو خود سعودی حکومت میں کس حد تک محسوس کیا گیا اسکا اندازہ پاکستان میں سعودی عرب کے سفیر عزت مآب علی عوارض العسیر ی کے اس انٹرویو سے لگایا جا سکتا ہے کہ جو 20 ستمبر کو ایک قومی اخبار میں شائع ہوا، عالی مرتبت علی عوارض العسیر ی کہتے ہیں کہ ''نواز شریف کے بارے میں سعودی عرب نے کردار پاکستان کو تقسیم کرنے کیلئے نہیں بلکہ اسے متحد رکھنے کیلئے تھا، نواز شریف کی دوبارہ سعودی عرب کی طرف جلاوطنی سے وسیع پیمانے پر پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا پر تنقید کی گئی ہے اگر چہ تنقید کرنا میڈیا کا حق ہے افسوس اس بات پر ہے کہ سعودی عرب کو خبروں اور مضامین میں شر انگیز تنقید کا نشانہ بنایا گیا ہے اس تنقید سے سعودی عرب کے عوام کو بڑی مایوسی ہوئی ہے، جس انداز میں کو نکتہ چینی کا ہدف بنایا گیا ہے اس میں شائستگی کی حدود کو بھی پھلانگا گیا، اور حجاز مقدس کو کو اتنا موضوع کے ساتھ مشابہ قرار دیا گیا، سعودی عرب کا صرف اتنا تصور کیا ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے دوست پاکستان کے ساتھ کھڑا رہا ہے عالی مرتبت علی عوارض العسیر ی کے اس انٹرویو سے اندازہ ہوتا ہے کہ میاں نواز شریف کی دوبارہ زبردستی جلاوطنی کے بعد سعودی عرب پر ہونے والی تنقید نے سعودی حکمرانوں کو بھی حیران اور پریشان کر رکھا ہے کاش کہ یہ سب کچھ نہ ہوا ہوتا، ابھی دس ستمبر نہیں آیا تھا کہ راقم سمیت بعض سینئر کالم نگاروں نے اپنے کالموں میں ان خدشات کا اظہار کیا تھا کہ اگر اس مرتبہ میاں نواز شریف کو سعودی عرب واپس بھجوانے کی کوشش کی گئی تو اسے عوام میں پسندیدہ نگاہوں سے نہیں دیکھا جائے گا، اور اس بات کی سعودی عرب کے حکمرانوں سے گزارش کی گئی تھی کہ خدارا صرف ایک شخص جنرل پرویز مشرف سے دوستی نبھانے کیلئے سعودیہ کا وقار داؤ پر لگانے سے گریز کیا جائے، لیکن ۱۰ ستمبر والے دن ایسا نہ ہو سکا، اور پھر سعودی عرب ایک شخص کی حکمرانی کو بچاتے بچاتے پاکستان قوم میں متنازعہ حیثیت اختیار کر گیا، کون نہیں جانتا کہ سعودی عرب دو مقدس شہروں مکہ اور مدینہ کی وجہ سے دنیا بھر کے مسلمانوں میں محبوب ترین ملک سمجھا جاتا ہے بلد حرام مکہ، اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کو سب شہروں سے زیادہ محبوب ہے اس میں ''کعبہ'' ہے جو روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کی عبادت کیلئے بنایا جانے والا سب سے پہلا گھر ہے یہاں کی ایک نماز ایک لاکھ نماز کا درجہ رکھتی ہے اللہ پاک سورۃ البلد کی آیت نمبر ا میں ارشاد فرماتے ہیں کہ ''مجھے اس شہر کی قسم ہے'' رسول اکرم ﷺ نے اسے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تھا ''اللہ کی قسم! تو اللہ تعالیٰ کی زمین میں بہترین جگہ ہے اور اللہ تعالیٰ کو محبوب ترین ہے اگر مجھے تجھ سے زبردستی نہ نکالا جاتا تو میں کبھی نہ نکلتا''

حضرت حسن بصریؒ فرمایا کرتے تھے ''مکہ مکرمہ میں ایک روزہ ایک لاکھ روزوں کے برابر، ایک درہم کا صدقہ ایک لاکھ درہم کے برابر بلکہ ہر نیکی ایک لاکھ نیکیوں کے برابر ہوگی''

مدینہ منورہ کے بارے میں محسن انسانیت ﷺ نے ان مبارک الفاظ دعا فرمائی ''اے اللہ ہمارے دلوں میں مدینہ کی محبت اسی طرح جاگزیں فرما جیسے مکہ کی محبت ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ'' چنانچہ محسن انسانیت ﷺ کے خوبصورت ہونٹوں سے نکلی ہوئی یہ مبارک دعا بارگاہ الٰہی میں ایسے مقبول ہوگئی کہ مدینہ منورہ کرہ ارض پر بسنے والے ہر مسلمان کا محبوب ترین شہر بن گیا، مدینہ منورہ کی اس سے زیادہ افضلیت کیا ہو سکتی ہے کہ اس پاک سرزمین نے پیغمبر انقلاب ﷺ کے جسم اطہر کو اپنی آغوش میں لے رکھا ہے اس شہر میں مسجد نبوی بھی ہے کہ جس میں ایک نماز پڑھنے کا ثواب ایک ہزار نمازوں کے پڑھنے کے برابر ہوتا ہے مدینہ منورہ کے راستوں پر فرشتے مقرر ہیں لہٰذا اس میں طاعون اور دجال کا داخلہ ممنوع ہے مدینہ منورہ میں ''روضۃ من ریاض الجنۃ'' جیسی مقدس جگہ موجود ہے جو شخص مدینہ منورہ میں فوت ہوتا ہے قیامت کے دن رسول کریم ﷺ کی شفاعت کا حقدار قرار پاتا ہے اگر کوئی شخص صرف مکہ اور مدینہ کے فضائل و مناقب لکھنے شروع کرے تو اس پر کئی کتابیں لکھی جا سکتی ہیں، انہی دو شہروں کی وجہ سے دنیا بھر کے مسلمانوں کی محبتوں کا مرکز و محور سمجھا جاتا ہے لیکن دس ستمبر کو اسلام آباد ائیر پورٹ پر ہونے والے ناپسندیدہ واقعات کے بعد سعودی عرب تنقید کا ہدف بن گیا، اس بات پر غور کرنے کی ضرورت ہے کہ ایسا کیوں ہوا؟ وہ کون سی قوتیں تھیں کہ جو سعودی عرب کے خلاف پاکستانی عوام کے جذبات برانگیختہ کرنا چاہتی تھیں؟

اور جب نواز شریف کو دوبارہ سعودی عرب جلاوطن کرنے کا فیصلہ کیا گیا تو سعودی حکمرانوں نے اسکے عوامی ردعمل پر غور کیوں نہیں کیا؟ سعودی عرب کے حکمران جنرل پرویز مشرف اور میاں نواز شریف کے معاملات میں اس قدر کیوں الجھ گئے کہ انہوں نے بھی میاں صاحب کی پاکستان واپسی کو اپنی عزت و انا کا مسئلہ بنا لیا، اب تو یہ بات امریکی اور برطانوی میڈیا بھی تسلیم کر چکا ہے کہ صدر جنرل پرویز مشرف پاکستانی عوام میں اپنی مقبولیت کھو چکے ہیں، اور وہ صرف پاکستان پر ڈنڈے کے زور پر حکمرانی کر

رہے ہیں، جامعہ حفصہ اور لال مسجد میں ہونے والے طلباء وطالبات کے قتل عام کی وجہ سے یہ حکومت عوامی احترام اور اعتماد بھی تقریباً کھو چکی ہے.....ان حالات میں سعودی عرب کا ایک مقبول عوامی لیڈر کے مقابلے میں متنازعہ صدر کو ترجیح دینا اور اسکے اقتدار کو سہارا دینے کیلئے کوشش کرنا ہی دراصل سعودی عرب کی اپنی حیثیت کو متنازعہ بنانا گیا.....اگر میاں نواز شریف سے کسی معاہدے کی خلاف ورزی کا جرم کر رہے تھے تو ان کو گرفتار کر کے پاکستان کی جیل میں ڈالنا چاہئے تھا، لیکن موجودہ حکومت نے انہیں جدہ کے محل میں زبردستی بٹھوا کر پاکستانی قوم کو یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ جیسے خدانخواستہ سعودی عرب کوئی جیل ہے حکومتی وزراء بالخصوص الیکٹرانک میڈیا اور پرنٹ میڈیا میں کہتے رہے کہ اگر میاں نواز شریف پاکستان آئے تو انہیں واپس سعودی عرب بھجوا دیا جائے گا۔ عالی مرتبت علی عوارض العسیری کو اس وقت چاہئے تھا کہ پاکستانی حکومت سے اپیل کرتے ہیں کہ ان حکومتی وزراء کی زبانوں پر تالے ڈالے کہ جو سعودی عرب کو پاکستان میں جیل کے طور پر تعارف کروا رہے ہیں۔ پاکستان کی جیلیں مجرموں سے بھری پڑی ہیں، کیا کوئی حکومت ان کی سزائیں معاف کروا کر انہیں اپنے ملک میں لے جانے کیلئے تیار ہوگی.....؟ لال مسجد اور جامعہ حفصہ میں سینکڑوں بے گناہ بچے اور بچیاں گولیوں اور بموں سے مار ڈالے گئے، علماء کو بے توقیر کیا گیا، جامعہ حفصہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دی گئی، علامہ عبدالرشید غازی 7 دن اور سات راتیں ہزاروں بچیوں کی کی جانیں بچانے کیلئے محفوظ راستہ مانگتے رہے پوری دنیا کا میڈیا لائیو نشریات کے ذریعے یہ اندوہناک مناظر دکھاتا رہا، کاش سعودی عرب یا کوئی اور مسلم حکومت اس وقت ہی آگے بڑھتی اور قرآن کے قاریوں اور قاریات کی جانیں بچانے کیلئے صدر جنرل پرویز مشرف کو کسی معاہدے کیلئے مجبور کرتی تاکہ ہزاروں جانیں بچ سکتیں، لیکن یہ بھی نہ ہو سکا، عوام اس بات پر حیران ہیں کہ جب عوام حکمرانوں کے ہاتھوں مرتے ہیں، عوام کو بچانے کیلئے تو کوئی حکومت انٹرسٹڈ نہیں ہوتی، لیکن جب ایوان اقتدار پر قابض قوتیں خطرات سے دوچار ہوتی ہیں، تو کوئی نہ کوئی حکومت مصلح کا کردار ادا کرنے کیلئے میدان میں کود پڑتی ہے آخر کیوں؟ دس ستمبر کے بعد سعودی عرب واقعتاً سخت تنقید کا نشانہ بنا پڑا، اور جس انداز میں اس پر تنقید کی گئی مجھے اس پر بھی اعتراض ہے 18 ستمبر کے ایک قومی اخبار کے سینئر کالم نگار نے اپنے کالم میں عامر ریاض نوجوان کا ذکر کیا ہے کہ جس کو قرعہ اندازی کے ذریعے ایک کمپنی نے عمرے کا ٹکٹ دیا، وہ خوشی خوشی عمرے کی تیاریوں میں مصروف ہو گیا لیکن اسی دوران دس ستمبر کا واقعہ پیش آ گیا اور اس نوجوان نے اپنے عمرے کا پروگرام اس وقت تک مؤخر کر دیا جب تک سعودی عرب کو یہ احساس نہیں ہوتا کہ اس نے اپنے کاندھے کو استعمال کرنے کی اجازت دے کر غلطی کی ہے

میرے نزدیک اس نوجوان کا یہ عمل درست نہیں ہے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، عمرہ اسکا تعلق عبادت سے ہے عبادت کو سیاسی معاملات سے منسلک کرنا کسی طور پر بھی مناسب نہیں، جیسے کسی مسجد کے امام یا عالم کی غلطیوں کو دیکھ کر نماز کا انکار نہیں کیا جا سکتا، مجاہدین کی غلطیوں کی وجہ سے جہاد کی حرمت کا انکار کرنا بدترین جرم ہے، ایسے ہی اگر سعودی عرب کے حکمرانوں سے کچھ غلط فیصلے سرزد ہو گئے ہیں تو ان فیصلوں کو بنیاد بنا کر عمرے کے پروگرام کو احتجاجاً مؤخر کرنے کی حمایت کسی قیمت پر بھی نہیں کی جا سکتی، مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کی وجہ سے سعودی عرب کی محبت 16 کروڑ پاکستانیوں کے جسموں میں خون کی طرح دوڑتی ہے سعودی حکمرانوں کے فیصلوں سے چاہے کتنا ہی کسی کو اختلاف کیوں نہ ہو مگر حرمین کے تقدس کیلئے اپنی جانوں کو نچھاور کرنا ہر مسلمان اپنی سعادت سمجھتا ہے، اس لئے عالی مرتبت علی عوارض العسیری صاحب کو چاہئے کہ وہ سعودی عوام کو بتائیں کہ انہیں مایوس ہونے کی ضرورت نہیں ہے سعودی عرب اور سعودی عوام پاکستانی قوم کے دلوں میں بستی ہے البتہ وہاں کی حکومت کو چاہئے کہ پاکستانی حکمرانوں کے ہر غلط فیصلوں کی تائید کرنے سے اجتناب برتیں اور پاکستانی قوم کے جذبات کو بھی سمجھنے کی کوشش کریں۔